تاریخ وسیر

ترجمہ: مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی

ائمہ فقہاؒ کی علم پروری اور معاشی معمولات

حصول علم کیلئے امام شافعی کا سفر

امام شافعیؒ کا یہ سفر نامہ ان کے مشہور شاگرد ربیع بن سلیمان نے روایت کیا ہے اور یہاں ابن حجر کی کتاب ثمرات الأوراق طبع مصر سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا: مکہ سے جب میں روانہ ہوا تو میری عمر چودہ برس کی تھی، منہ پر ابھی سبزہ نمودار نہیں ہوا تھا، دو یمنی چادریں میرے جسم پر تھیں۔ ذی طویٰ پہنچا تو ایک پڑاؤ دکھائی دیا، میں نے صاحب سلامت کی۔ ایک بڑے میاں، میری طرف بڑھے اور لجاجت سے کہنے لگے: ''تمہیں خدا کا واسطہ، ہمارے کھانے میں ضرور شریک ہو۔'' مجھے معلوم نہ تھا کہ کھانا نکل چکا ہے۔ بڑی بے تکلفی سے میں نے دعوت قبول کرلی۔ وہ لوگ پانچوں انگلیوں سے کھاتے تھے۔ میں نے بھی ان کی ریس کی، تاکہ میرے کھانے سے اُنہیں گھن نہ آئے۔ کھانے کے بعد پانی پیا، اور شکرِ خداوندی کے ساتھ اپنے بوڑھے میزبان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

اب بڑے میاں نے سوال کیا: تم مکی ہو؟ میں نے جواب دیا، جی ہاں، مکی ہوں۔ کہنے لگا: قریشی ہو؟ میں نے کہا: ہاں، قریشی ہوں۔ پھر خود میں نے پوچھا: چچا! یہ آپ نے کیسے جانا کہ میں مکی اور قریشی ہوں؟ بوڑھے نے جواب دیا: ''شہری ہونا تو تمہارے لباس سے ہی ظاہر ہے، اور قریشی ہونا تمہارے کھانے سے معلوم ہوگیا۔ جو شخص دوسروں کا کھانا بے تکلفی سے کھالیتا ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ لوگ اس کا کھانا بھی دل کھول کے کھائیں، تو یہ خصلت صرف قریش کی ہی ہے۔''

میں نے پوچھا: آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ بوڑھے نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کا شہر 'یثرب' میرا وطن ہے۔ میں نے پوچھا: مدینے میں کتاب اللہ کا عالم اور سنت رسول اللہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ سے فتویٰ دینے والا مفتی کون ہے؟ بوڑھے نے جواب دیا: بنی اَصبح کا سردار مالک بن انس (امام مالکؒ)۔ میں نے کہا: آہ! اللہ ہی جانتا ہے، امام مالک سے ملنے کا مجھے کتنا شوق ہے! بوڑھے نے جواب دیا: خوش ہوجاؤ، اللہ نے تمہارا شوق پورا کردیا۔ اس بھورے اونٹ کو دیکھو، یہ ہمارا سب سے اچھا اونٹ ہے، اسی پر تم سوار ہوگے۔ ہم اب جا ہی رہے ہیں، رستے بھر تمہاری ہر طرح کی خاطر کریں گے۔ کوئی تکلیف ہونے نہ دیں گے اور مدینے میں مالک بن انسؒ کے پاس تمہیں پہنچا دیں گے۔''

جلد اونٹ قطار میں کھڑے کر دیے گئے مجھے اسی بھورے اونٹ پر بٹھایا گیا اور قافلہ چل پڑا۔ میں نے تلاوت شروع کردی، مکہ سے مدینے تک سولہ بار قرآن کریم ختم ہوگیا۔ ایک دن میں ختم کرلیتا اور دوسرا رات میں۔

امام مالکؒ سے ملاقات

آٹھویں دن نمازِ عصر کے بعد مدینے میں ہمارا داخلہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز پڑھی، پھر قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور نبی ﷺ کو سلام کیا۔ یہیں امام مالکؒ دکھائی دیے۔ ایک چادر کی تہ بند باندھے تھے، دوسری چادر اوڑھے تھے اور بلند آواز سے حدیث روایت کر رہے تھے: ''مجھ سے نافع نے ابن عمرؓ کے واسطے سے اس قبر کے مکین سے روایت کیا .....'' یہ کہہ کر اُنہوں نے زور سے اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور قبر شریف کی طرف اشارہ کیا۔

یہ نظارہ دیکھ کر امام مالکؒ بن انس کی ہیبت مجھ پر چھا گئی اور جہاں جگہ ملی، میں وہیں بیٹھ گیا۔ امام مالکؒ حدیث روایت کرنے لگے۔ میں نے جلدی سے زمین پر پڑا ہوا ایک تنکا اُٹھا لیا۔ مالک جب کوئی حدیث سناتے تو میں اسی تنکے کو اپنے لعابِ دہن سے تر کرکے اپنی ہتھیلی پر لکھ لیتا۔ امام مالک میری حرکت دیکھ رہے تھے مگر مجھے خبر نہ تھی۔ آخر مجلس ختم ہوگئی اور امام مالک دیکھنے لگے کہ سب کی طرح میں بھی اُٹھ جاتا ہوں یا نہیں۔ میں بیٹھا رہا تو امام مالکؒ نے اشارے سے مجھے بلایا۔ میں قریب پہنچا تو کچھ دیر بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا: ''تم حرم کے رہنے والے ہو؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں حرم کا باشندہ ہوں۔ پوچھا:

www.KitaboSunnat.com

''مکی ہو۔'' میں نے کہا: جی ہاں، کہنے لگے: ''قریشی ہو؟'' میں نے کہا، جی ہاں۔

فرمانے لگے: ''سب اوصاف پورے ہیں، مگر تم میں ایک بے ادبی ہے۔'' میں نے عرض کیا: آپ نے میری کون سی بے ادبی دیکھی ہے؟ کہنے لگے: ''میں رسول اللہ ﷺ کے کلمات طیبات سنا رہا تھا اور تم تنکا لئے اپنے ہاتھ پر کھیل رہے تھے!'' میں نے جواب دیا: کاغذ پاس نہیں تھا، اس لئے آپ سے کچھ سنتا تھا، اسے لکھتا جاتا تھا۔ اس پر امام مالک نے میرا ہاتھ کھینچ کر دیکھا اور فرمایا: ہاتھ پر تو کچھ بھی لکھا نہیں ہے!'' میں نے عرض کیا، ہاتھ پر لعاب باقی نہیں رہتا، لیکن آپ نے جتنی حدیثیں سنائی ہیں، مجھے سب یاد ہو چکی ہیں۔ امام مالکؒ کو تعجب ہوا کہنے لگے: ''سب نہیں، ایک ہی حدیث سنا دو۔'' میں نے فوراً کہا: ہم سے امام مالکؒ نے، نافعؒ اور ابن عمرؓ کے واسطے سے اس قبر کے مکین سے روایت کیا ہے۔'' اور مالک ہی کی طرح میں نے ہاتھ پھیلا کر قبر شریف کی طرف اشارہ کیا پھر وہ پوری پچیس حدیثیں سنا دیں جو اُنہوں نے اپنے بیٹھنے کے وقت سے مجلس کے خاتمے تک سنائی تھیں۔

امام مالکؒ کے گھر میں

اب سورج ڈوب چکا تھا، امام مالکؒ نے نماز پڑھی پھر میری طرف اشارہ کر کے غلام سے کہا: ''اپنے آقا کا ہاتھ تھام'' اور مجھ سے فرمایا: ''اُٹھو، غلام کے ساتھ میرے گھر جاؤ۔'' میں نے ذرا انکار نہ کیا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ امام مالک جو مہربانی مجھ سے کرنا چاہتے تھے میں نے بخوشی قبول کر لی۔ جب گھر پہنچا تو غلام ایک کوٹھڑی میں مجھے لے گیا اور کہنے لگا: گھر میں قبلے کا رخ یہ ہے۔ پانی کا لوٹا بھی یہ رکھا ہے اور بیت الخلا ادھر ہے۔

تھوڑی دیر بعد خود امام مالکؒ آ گئے۔ غلام بھی ساتھ تھا، اس کے ہاتھ پر ایک خوان تھا۔ مالک نے خوان لے کر فرش پر رکھ دیا۔ پھر مجھے سلام کیا اور غلام سے کہا: ہاتھ دھلا، غلام برتن لئے میری طرف بڑھا، مگر مالک نے ٹوکا: ''جانتا نہیں، کھانے سے پہلے میزبان کو ہاتھ دھونا چاہیے اور کھانے کے بعد مہمان کا۔'' مجھے یہ بات پسند آئی اور اس کی وجہ دریافت کی۔ امام مالک نے جواب دیا: ''میزبان کھانے پر مہمان کو بلاتا ہے، اس لئے پہلے ہاتھ بھی میزبان ہی

www.KitaboSunnat.com

کو دھونا چاہئے اور کھانے کے بعد آخر میں اس لئے ہاتھ دھوتا ہے کہ شاید اور کوئی مہمان آجائے تو کھانے میں میزبان اس کا بھی ساتھ دے سکے!''

اب امام مالکؒ نے خوان کھولا تو اس میں دو برتن تھے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں کھجوریں۔ امام مالک نے بسم اللہ کہی میں نے بھی بسم اللہ کہی اور ہم نے کھانا ٹھکانے لگا دیا۔ مگر مالک بھی جانتے تھے کہ کھانا کافی نہیں ہے۔ کہنے لگے ''ابوعبداللہ! ایک مفلس قلاش فقیر، دوسرے فقیر کے لئے جو کچھ پیش کرسکتا تھا، یہی تھا!'' میں نے عرض کیا: ''وہ معذرت کیوں کرے جس نے احسان کیا ہے؟ معذرت کی تو قصوروار کو ضرورت ہوتی ہے!''

امام مالک کا اخلاق

کھانے کے بعد امام مالکؒ مکہ والوں کے حالات پوچھتے رہے اور جب رات زیادہ ہوگئی تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''مسافر کو لیٹ لوٹ کر تھکن کم کرنا چاہیے، اب تم آرام کرو۔'' میں تھکا ہوا تو تھا ہی، لیٹتے ہی بے خبر سوگیا۔ پچھلے پہر کو ٹھڑی پر دستک پڑی اور آواز آئی: اللہ کی رحمت ہو تم پر..... نماز!'' میں اُٹھ بیٹھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ خود امام مالکؒ ہاتھ میں لوٹا لئے کھڑے ہیں! مجھے بڑی شرمندگی ہوئی۔ مگر وہ کہنے لگے: ''ابوعبداللہ! کچھ خیال نہ کرو۔ مہمان کی خدمت فرض ہے!''

میں نماز کے لئے تیار ہوگیا اور رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں امام مالکؒ کے ساتھ فجر کی نماز ادا کی۔ اندھیرا بہت تھا، کوئی کسی کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ سب اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر تسبیح وذکر الٰہی میں مصروف ہوگئے یہاں تک کہ پہاڑیوں پر دھوپ نمودار ہوگئی۔ امام مالکؒ جس جگہ کل بیٹھے تھے، اسی جگہ آج بھی جا بیٹھے اور اپنی کتاب موطأ میرے ہاتھ میں دے دی۔ میں نے کتاب سنانا شروع کی اور لوگ لکھنے لگے۔

میں امام مالکؒ کے گھر آٹھ مہینے رہا۔ پوری موطأ مجھے حفظ ہوگئی، مجھ میں اور امام مالک میں اس قدر محبت اور بے تکلفی ہوگئی تھی کہ اَن جان دیکھ کر کہہ نہیں سکتا تھا کہ مہمان کون ہے اور میزبان کون؟

www.KitaboSunnat.com

عراق کو قافلہ

حج کے بعد زیارت کرنے اور موطأ سننے کے لئے مصر کے لوگ مدینے آئے اور امام مالکؒ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے مصریوں کو پوری موطأ زبانی سنا دی۔

اس کے بعد عراق والے مسجدِ نبی ﷺ کی زیارت کو حاضر ہوئے۔ قبر اور منبر کے درمیان مجھے ایک نوجوان دکھائی دیا۔ خوبصورت تھا، صاف ستھرے کپڑے پہنے تھا۔ اس کی نماز بھی اچھی تھی۔ قافیہ بتا رہا تھا کہ بھلا آدمی ہے اور بھلائی کی اُمید اس سے باندھی جاسکتی ہے۔ میں نے نام پوچھا، بتا دیا۔ میں نے وطن پوچھا، کہنے لگا: عراق۔ میں نے سوال کیا: عراق کا کونسا علاقہ؟ اس نے جواب دیا: کوفہ۔ میں نے کہا: کوفے میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کا عالم اور مفتی کون ہے؟ کہنے لگا: ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ، جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں۔ میں نے پوچھا: عراق کو تمہاری واپسی کب ہوگی؟ اس نے جواب دیا: کل صبح تڑکے۔

یہ سن کر امام مالکؒ کے پاس آیا اور عرض کیا: ''مکے سے طلبِ علم میں نکلا ہوں۔ بوڑھی (والدہ) سے اجازت بھی نہیں لی ہے، اب فرمایئے کیا کروں؟ بڑھیا کے پاس لوٹ جاؤں یا علم کی جستجو میں آگے بڑھوں؟''

امام مالک نے جواب دیا: ''علم کے فائدے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ طالبِ علم کے لئے فرشتے اپنے پر پھیلا دیتے ہیں؟''

میں نے سفر کا اِرادہ پکا کرلیا اور امام مالکؒ نے راستے کے لئے میرے کھانے کا بندوبست کر دیا۔ صبح تڑکے امام مالکؒ مجھے پہنچانے بقیع تک آئے اور زور سے پکارنے لگے۔ ''کوفے کے لئے کون اپنا اونٹ کرائے پر دیتا ہے؟'' یہ سن کر مجھے بہت تعجب ہوا اور عرض کیا ''یہ کیا کر رہے آپ؟ نہ میرے پاس کوئی پیسہ ہے، نہ خود آپ ہی کی حالت کسی قابل ہے۔ پھر یہ کرائے کا اونٹ کیسا؟'' امام مالک مسکرائے اور کہنے لگے: ''نمازِ عشاء کے بعد جب تم سے رخصت ہوا تو دروازے پر دستک پڑی باہر نکلا تو عبد الرحمٰن بن قاسم کھڑے تھے۔ ہدیہ لائے تھے، منتیں کرنے لگے کہ قبول کرلوں۔ ہاتھ میں ایک ہتھیلی تھما دی۔ تھیلی میں سو دینار نکلے، پچاس میں

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے بال بچوں کے لئے رکھ لئے ہیں اور پچاس تمہارے واسطے لے آیا ہوں!'' پھر امام مالکؒ نے چار دینار میں اونٹ طے کردیا۔ باقی رقم میرے حوالے کی اور مجھے خدا حافظ کہا۔

کوفے میں آمد

حاجیوں کے اس قافلے کے ساتھ میں روانہ ہوگیا۔ چوبیسویں دن ہم کوفے پہنچے اور عصر کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا۔نماز پڑھی اور بیٹھ گیا۔ اسی دوران ایک لڑکا دکھائی دیا۔ نماز پڑھ رہا تھا،مگر اس کی نماز ٹھیک نہیں تھی۔ مجھ سے رہا نہ گیا اور نصیحت کرنے اُٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے کہا: میاں صاحبزادے! نماز اچھی طرح پڑھا کرو،تاکہ خدا تمہارے اس حسین مکھڑے کو عذابِ دوزخ میں مبتلا نہ کرے!''

لڑکے کو میری بات بری لگی اور کہنے لگا:'' معلوم ہوتا ہے تم حجازی ہو، یہ سختی وخشکی حجازیوں ہی میں ہوتی ہے۔عراقیوں جیسی نرمی وشگفتگی بھلا ان میں کہاں۔ میں پندرہ برس سے اسی مسجد میں محمد بن حسن اور ابو یوسف کے سامنے نماز پڑھ رہا ہوں۔ ان اماموں نے تو کبھی ٹوکا نہیں۔ اب آئے ہو تم اعتراض کرنے!'' یہ کہہ کر لڑکے نے اپنی چادر، غصے اور حقارت سے میرے منہ پر چادر جھاڑ دی اور اینٹھتا برتا چلا گیا.....!

امام محمد اور امام یوسف سے ملاقات

اتفاق سے مسجد کے دروازے ہی پر لڑکے کو محمد بن حسنؒ اور ابو یوسفؒ مل گئے۔لڑکا ان سے کہنے لگا:'' آپ حضرات نے میری نماز میں کبھی کوئی خرابی دیکھی ہے۔'' اُنہوں نے جواب دیا''خدا یا، کبھی نہیں!'' لڑکا کہنے لگا:'' مگر ہماری مسجد میں ایک ایسا شخص بیٹھا ہے جس نے میری نماز پر اعتراض کیا ہے!'' دونوں اماموں نے کہا:'' تم اس شخص کے پاس جاؤ اور سوال کرو کہ نماز میں کس طرح داخل ہوتے ہو؟'' لڑکا لوٹ آیا اور مجھ سے کہنے لگا:'' اے وہ! جس نے میری نماز پر حرف گیری کی ہے، ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم نماز میں کس طرح داخل ہوتے ہو؟'' میں نے جواب دیا:'' دو فرض اور ایک سنت کے ساتھ نماز میں داخل ہوتا ہوں۔'' لڑکا یہ سن کر چلا گیا اور محمد بن قاسم اور ابو یوسف کو میرا جواب پہنچا دیا۔ اس پر وہ سمجھ گئے کہ جواب ایسے آدمی

www.KitaboSunnat.com

کا ہے جس کی علم پر نظر ہے مگر اُنہوں نے کہا: ''پھر جا کے پوچھو، وہ دونوں فرض کون ہیں اور سنت کیا ہے؟ لڑکے نے آ کر مجھ سے یہی سوال کیا: میں نے جواب دیا: ''پہلا فرض نیت ہے دوسرا فرض تکبیرۂ اِحرام ہے اور سنت دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا ہے۔'' لڑکے نے میرا یہ جواب بھی دونوں صاحبوں کو سنا دیا۔

اب وہ مسجد میں داخل ہوئے، مجھے غور سے دیکھا اور میرا خیال ہے کہ حقیر ہی سمجھا۔ وہ ایک طرف بیٹھ گئے اور لڑکے سے کہا: ''جاؤ اور اس شخص سے کہو کہ مشائخ کے روبرو آئے۔'' پیغام سن کر میں سمجھ گیا کہ علمی مسائل میں میرا امتحان لیں گے۔ میں نے لڑکے کو جواب دیا:

''لوگ علم کے پاس آتے ہیں اور علم ان کے پاس نہیں جاتا۔ پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ تمہارے مشائخ سے ملنے کی مجھے ضرورت ہی کیا ہے!''

میرا یہ جواب پاتے ہی محمد بن حسنؒ اور ابو یوسفؒ اُٹھ کھڑے ہوئے اور میری طرف بڑھے جب اُنہوں نے مجھے سلام کیا تو میں بھی اُٹھ کھڑا ہوگیا اور بشاشت ظاہر کی۔ وہ بیٹھ گئے میں بھی اُن کے سامنے بیٹھ گیا۔ محمد بن حسن نے گفتگو شروع کی: کہنے لگے'' حرم کے رہنے والے ہو؟'' میں نے جواب دیا: جی ہاں! کہنے لگے: ''عرب ہو یا عجم کی اولاد؟'' میں نے کہا عرب ہوں۔ کہنے لگے: ''کون عرب ہو؟'' میں نے جواب دیا: مطلب کی اولاد سے ہوں۔ کہنے لگے مطلب کی کس اولاد سے؟ میں نے شافع کا نام لیا تو کہنے لگے: ''امام مالکؒ کو تم نے دیکھا ہے؟'' میں نے کہا کہ جی ہاں! امام مالکؒ ہی کے پاس سے آ رہا ہوں۔ کہنے لگے ''موطأ بھی دیکھی ہے؟'' میں نے کہا، موطأ کو دیکھنا کیا، حفظ بھی کر چکا ہوں!

محمد بن حسن کو یہ بات بڑی معلوم ہوئی، یقین نہ آیا اور اسی وقت لکھنے کا سامان طلب کیا اور ابوابِ فقہ کا ایک مسئلہ لکھا۔ ہر دو مسئلوں کے درمیان کافی جگہ خالی رکھی اور کاغذ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا: ''ان مسائل کا جواب موطأ سے لکھ دو۔'' میں نے کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ اور اجماعِ اُمت کے مطابق سب مسئلوں کے جواب لکھے اور کاغذ محمد بن حسن کے سامنے رکھ دیا۔ اُنہوں نے بغور میری تحریر پڑھی پھر مڑ کر غلام کو حکم دیا: ''اپنے آقا کو گھر لے جا!''

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن حسن شیبانی کے ساتھ

اس کے بعد محمد بن حسن نے مجھ سے کہا: غلام کے ساتھ جاؤ'' میں ذرا ہچکچایا اور بے تکلف اُٹھ کھڑا ہوا۔ مسجد کے دروازے پر پہنچا تو غلام نے کہا: مالک کا حکم ہے کہ آپ ان کے گھر سواری پر جائیں۔ میں نے جواب دیا: تو سواری حاضر کرلو۔ غلام نے ایک خوب سجا سجایا خچر میرے سامنے کھڑا کردیا، مگر جب میں سوار ہوا تو تن کے پرانے کپڑے جنھیں چیتھڑے کہنا چاہیے، نگاہوں میں بری طرح کھٹکے اور اپنی حالت پر افسوس ہوا۔ غلام، کوفے کے گلی کوچوں سے ہوتا ہوا محمد بن حسن کے گھر لایا۔ یہاں دروازوں پر، ڈیوڑھیوں پر نقش ونگار دیکھے اور اہل حجاز کی قابل رحم مفلسی بے اختیار یاد آ گئی۔ آنکھیں بہہ نکلیں اور میں کہہ پڑا:

''وائے حسرت! عراق والے تو اپنے گھر سونے چاندی سے آراستہ کریں اور حجاز کی مخلوق گھٹیا گوشت کھائے اور سوکھی گٹھلیاں چوستی رہے!''

میں رو رہا تھا کہ محمد بن حسن آ گئے، کہنے لگے: ''بندۂ خدا، یہ جو کچھ تمہاری آنکھیں دیکھ رہی ہیں، اس سے کوئی برا اثر نہ لینا، یہ سب حلال کمائی کا ہے، اور اس کی فرض زکوٰۃ میں کوتاہی کا خدا مجھ سے جواب نہیں طلب کرے گا۔ سالانہ پوری زکوٰۃ نکالتا ہوں۔ دوست دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور دشمنوں کے سینے پر سانپ لوٹتے ہیں!''

پھر محمد بن حسن نے ایک ہزار درہم کا قیمتی جوڑا مجھے پہنایا اور اپنے کتب خانے سے امام ابوحنیفہ کی تالیف الکتاب الأوسط نکال لائے۔ میں نے کتاب اُلٹ پلٹ کے دیکھی اور رات کو اسے یاد کرنا شروع کردیا۔ صبح ہونے سے پہلے ہی پوری کتاب حفظ تھی، مگر محمد بن حسن کو اس کی ذرا خبر نہ ہوئی.....!

محمد بن حسن کوفے میں سب سے بڑے مفتی تھے۔ ایک دن میں ان کے دائیں طرف بیٹھا تھا کہ ایک مسئلے کا فتویٰ پوچھا گیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے یہ یہ کہا ہے۔ میں بول اُٹھا: '' آپ سے سہو ہوگیا ہے۔ اس مسئلے میں امام ابوحنیفہؒ کا قول وہ نہیں، یہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ نے اپنی کتاب میں اس مسئلے کا ذکر فلاں مسئلے کے نیچے اور فلاں مسئلے کے اوپر کیا ہے!'' محمد بن حسن نے فوراً کتاب منگوا کر دیکھی، تو میری بات بالکل ٹھیک نکلی۔ اُنہوں نے اسی وقت

www.KitaboSunnat.com

اپنے جواب سے رجوع کیا، لیکن اس واقعہ کے بعد اور کوئی کتاب مجھے نہ دی!

کچھ دن بعد میں نے سفر کی اجازت چاہی تو فرمانے لگے: ''میں اپنے کسی مہمان کو جانے کی اجازت نہیں دیتا۔'' پھر کہا: ''میرے پاس جو مال و دولت موجود ہے، اس میں سے آدھا تم لے لو!'' میں نے جواب دیا: ''یہ بات میرے مقاصد و اِرادے کے خلاف ہے۔ میری خوشی صرف سفر میں ہے۔'' اس پر اُنہوں نے اپنے صندوق کی سب نقدی منگائی۔ تین ہزار درہم نکلے۔ سب میرے حوالے کردیے اور میں نے بلادِ عراق و فارس کی سیاحت شروع کردی۔ لوگوں سے ملتا جلتا رہا، یہاں تک کہ میری عمر اکیس برس ہوگئی۔

خلیفہ ہارون الرشید سے ملاقات

پھر میں ہارون الرشید کے زمانے میں دوبارہ عراق آیا۔ بغداد کے پھاٹک میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک شخص نے مجھے روکا اور نرمی سے کہنے لگا: آپ کا نام؟ میں نے کہا: محمد۔ کہنے لگا، باپ کا نام؟ میں نے کہا: ادریس شافعی۔ کہنے لگا: آپ مُطلبی ہیں؟ میں نے اقرار کیا، تو جیب سے ایک تختی نکالی اور میرا بیان اس میں قلم بند کرکے مجھے چھوڑ دیا۔

میں ایک مسجد میں پہنچا اور سوچنے لگا، اس آدمی نے جو کچھ لکھا ہے، دیکھنا چاہیے۔ اس کا انجام کیا ہوگا؟ آدھی رات کے بعد پولیس نے مسجد پر چھاپہ مارا اور ہر ہر آدمی کو روشنی میں دیکھنا شروع کیا۔ آخر میری باری آئی، اور پولیس نے پکار کر لوگوں سے کہا: ''ڈرنے کی بات نہیں، جس آدمی کی تلاش تھی، مل گیا ہے!'' پھر مجھ سے کہا: ''امیر المؤمنین کے حضور چلو!''

میں نے پس وپیش نہیں کیا اور فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور جب شاہی محل میں امیر المؤمنین پر میری نظر پڑی تو صاف مضبوط آواز میں اُنہیں سلام کیا: امیر المؤمنین کو میرا انداز پسند آیا۔ سلام کا جواب دیا اور فرمایا: تم کہتے ہو کہ ہاشمی ہو؟ میں نے جواب دیا: ''امیر المؤمنین! ہر دعویٰ کتاب اللہ میں باطل ہے!'' امیر المؤمنین نے میرا نسب پوچھا۔ میں نے بیان کردیا بلکہ آدم ؑ تک پہنچا دیا۔ اس پر امیر المؤمنین کہنے لگے: ''بے شک یہ فصاحت و بلاغت، اولادِ مطلب ہی کا حصہ ہے! بتاؤ کیا تم پسند کرو گے مسلمانوں کا قاضی بنا کر تمہیں اپنی سلطنت میں شریک کر لوں اور تم سنتِ رسول اللہ ﷺ اور اجماعِ اُمت کے مطابق اپنا اور میرا حکم چلایا کرو؟'' میں

www.KitaboSunnat.com

نے جواب دیا: سلطنت میں شرکت کے ساتھ صبح سے شام تک بھی قاضی بننا مجھے منظور نہیں!''
یہ سن کر امیر المؤمنین رو پڑے پھر فرمایا: ''دنیا کی اور کوئی چیز قبول کرو گے؟'' میں نے کہا: جو کچھ جلد مل جائے، قبول کروں گا۔'' اس پر خلیفہ نے ایک ہزار درہم کا حکم دیا اور یہ رقم مجھے رخصت ہونے سے پہلے ہی مل بھی گئی۔

واپسی پر خلیفہ کے غلام اور پیش خدمت دوڑ پڑے۔ مجھے گھیر لیا اور کہنے لگے: ''اپنے انعام میں سے ہمیں بھی کچھ دیجئے۔ مروّت نے اجازت نہ دی کہ خدا کا فضل مجھ پر ہوا تھا، اس میں دوسروں کو شریک نہ کروں۔ میں نے رقم کے برابر برابر اتنے حصے کیے، جتنے آدمی تھے۔ سب کو بانٹنے کے بعد مجھے بھی اتنا ہی ملا، جتنا ہر ایک کو میں نے دیا تھا.....!

'کتاب الزعفران' کی تالیف

میں پھر اسی مسجد میں لوٹ آیا جس میں اُترا تھا۔ صبح کو ایک نوجوان نے نماز کی امامت کی۔ اس کی قراءت تو اچھی تھی مگر علم کم تھا۔ نماز میں سہو ہوگیا، مگر اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ میں نے کہا: بھائی! تم نے ہماری اور اپنی، سب کی نماز خراب کردی۔ نوجوان نے پھر سے نماز پڑھائی۔ اب میں نے اس سے کہا: کاغذ اور قلم دوات لے آؤ۔ میں تمہارے لئے باب السہو لکھ دوں، وہ فوراً سب سامان لے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا ذہن کھول دیا اور میں نے کتاب وسنت اور اجماعِ اُمت کے مطابق ایک کتاب لکھ دی۔ کتاب کا نام اسی شخص کے نام پر 'کتاب الزعفران' رکھا۔ یہ کتاب چالیس جز میں پوری ہوئی ہے۔

اب مجھے تین برس اور ہو چکے تھے۔ ہارون الرشید نے اصرار کیا اور مجھے نجران کی زکوٰۃ کا تحصیل دار بنا دیا تھا۔ اسی اثنا میں حاجی حجاز سے لوٹے، میں ان سے امام مالکؒ اور اپنے وطن کے حالات معلوم کرنے چلا۔ ایک نوجوان دکھائی دیا۔ وہ اونٹ پر قبے میں بیٹھا تھا۔ میں نے اشارے سے سلام کیا۔ اس نے شتربان کو اونٹ روکنے کا حکم دیا اور مجھ سے مخاطب ہوگیا۔ میں نے امام مالکؒ اور حجاز کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ کہنے لگا: سب ٹھیک ہے، میں نے امام مالکؒ کے بارے میں دوبارہ سوال کیا، کہنے لگا: ''تفصیل کروں یا مختصر جواب دوں؟'' میں نے

www.KitaboSunnat.com

کہا: اختصار ہی میں بلاغت ہوتی ہے۔ کہنے لگے: تو سنو''امام مالکؒ تندرست اور بہت دولت مند ہوگئے ہیں!'' یہ سن کر مجھے شوق ہوا کہ فقروفاقے میں تو دیکھ چکا ہوں، اب امام مالکؒ کو مال ودولت میں بھی دیکھنا چاہیے۔ میں نے نوجوان سے کہا: کیا تمہارے پاس اتنا روپیہ ہے کہ میرے سفر کی ضرورتیں پوری ہوجائیں؟'' اس نے جواب دیا:'' آپ کی جدائی، عراق والوں پر عام طور سے اور مجھ پر خاص طور سے بہت شاق ہوگی، مگر میرے پاس جو کچھ ہے، اسے اپنا ہی سمجھ کے لے لیجئے!'' میں نے کہا: سب مجھے دے دو گے، تو تم خود کس طرح زندگی بسر کروگے؟ کہنے لگے:'' اپنی حاجت واثر سے'' یہ کہہ کر اس نے مجھے بڑے غور سے دیکھا اور کہا:''سب نہیں لیتے تو جتنا چاہیے، لے لیجئے!'' میں نے ضرورت بھر لے لیا اور علاقہ ربیعہ کی راہ لی۔

حجام کی بدسلوکی

جمعہ کے دن میں حران پہنچا اور فضیلتِ غسل یاد آ گئی، حمام گیا، مگر جب پانی اُنڈیلا تو خیال آیا، سر کے بال چپک کر اُلجھ گئے ہیں۔ حجام کو طلب کیا۔ تھوڑے بال کاٹنے پایا تھا کہ حمام میں شہر کا کوئی امیر آدمی آ گیا اور حجام کو اس خدمت کے لئے یاد کیا گیا۔ حجام نے مجھے وہیں چھوڑ دیا اور امیر آدمی کے پاس دوڑ گیا۔ پھر جب اس سے چھٹی پائی تو میرے پاس واپس آیا۔ میں نے حجامت درست کرانے سے انکار کر دیا، مگر جب حمام سے جانے لگا تو میرے پاس جو دینار موجود تھے، ان میں سے اکثر حجام کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا: یہ لے لو، مگر خبردار! کبھی کسی پردیسی کو حقیر نہ سمجھنا!'' حجام نے بڑی حیرت سے مجھے دیکھا۔ فوراً حمام کے دروازے پر ایک بھیڑ لگی گئی اور لوگ مجھے ملامت کرنے لگے کہ اتنی بڑی رقم حجام کو کیوں دے دی!

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شہر کا ایک اور امیر آدمی، حمام سے نکلا۔ اس کے سامنے سواری حاضر کی گئی، مگر میں بھیڑ کے سامنے تقریر کر رہا تھا، اس کے کان میں بھی پڑ گئی۔ سوار ہو چکا تھا، لیکن اُتر پڑا اور مجھ سے کہنے لگا:'' آپ شافعی ہیں؟'' میں نے اقرار کیا تو امیر آدمی نے سواری کی رکاب میرے قریب کر دی اور عاجزی سے کہنے لگا:'' برائے خدا، سوار ہوجایئے!'' میں

www.KitaboSunnat.com

سوار ہوگیا۔ غلام سر جھکائے آگے آگے چل رہا تھا، یہاں تک کہ امیر کا گھر آ گیا۔

امیر نے دولت پیش کردی

تھوڑی دیر میں خود امیر بھی آپہنچا اور بڑی سعادت ظاہر کی۔ پھر دستر خوان بچھ گیا اور ہمارے ہاتھ دھلائے گئے، مگر میں نے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ امیر کہنے لگا: کیوں کیا بات ہے؟ میں نے جواب دیا: کھانا مجھ پر حرام ہے، جب تک یہ نہ بتا دو کہ تم نے مجھے پہچانا کیسے؟ امیر نے کہا: ''بغداد میں آپ نے جو کتاب لکھ کر سنائی تھی، اس کے سننے والوں میں ایک میں بھی تھا، اس طرح آپ میرے اُستاد ہیں۔'' یہ سن کر میں نے کہا: علم دانشمندوں کا کبھی نہ ٹوٹنے والا رشتہ ہے۔ پھر میں نے ایسی خوش دلی سے کھانا کھایا کہ خدا جانتا ہے، اپنے جیسے اہل علم کے ساتھ کھانے ہی میں وہ خوشی نصیب ہوسکتی ہے!

میں تین دن اس شخص کا مہمان رہا۔ چوتھے دن اس نے کہا: ''حران کے اطراف میں میرے چار گاؤں موجود ہیں اور یہ گاؤں ایسے ہیں کہ پورے علاقے میں ان کی نظیر نہیں۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ آپ یہاں رہ جائیں، تو سب گاؤں آپ کی خدمت میں ہدیہ ہیں!'' میں نے جواب دیا: سب گاؤں مجھے دے دو گے تو خود تمہاری بسر کیسے ہوگی؟ کہنے لگا: ''آپ وہ صندوق دیکھتے ہیں (اور اس نے صندوقوں کی طرف اشارہ کیا)۔ ان میں چالیس ہزار درہم موجود ہیں، اس رقم سے میں کوئی تجارت کرلوں گا!'' میں نے کہا: لیکن خود مجھے یہ منظور نہیں۔ میں نے اپنا وطن محض تحصیل علم کے لئے چھوڑا ہے، نہ کہ دولت کمانے کے لئے! وہ کہنے لگا: یہ تو سچ ہے، مگر مسافر کو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہی ہے، گاؤں نہ سہی، نقد ہی قبول کر لیجئے!''

اس پر میں نے چالیس ہزار کی وہ پوری رقم لے لی۔ اسے خدا حافظ کہا اور حران سے اس حال میں روانہ ہوا کہ آگے پیچھے اونٹ لدے جا رہے تھے۔ رستے میں اصحابِ حدیث ملے، ان میں امام احمد بن حنبل، سفیان بن عیینہ اور اوزاعی بھی تھے۔ میں نے ہر ایک کو اس قدر دیا، جتنا اس کے مقدر میں تھا۔

www.KitaboSunnat.com

امام مالکؒ کی امارت

جب میں شہر رملہ پہنچا تو میرے پاس اس چالیس ہزار میں سے صرف دس دینار باقی تھے۔ میں نے کرائے پر سواری لی اور حجاز کو روانہ ہوگیا۔ منزلوں پر منزلیں طے کرتا ہوا آخر ستائیسویں دن نبی ﷺ کے شہر (مدینہ) پہنچ گیا۔ نمازِ عصر کے بعد میرا داخلہ ہوا تھا۔ مسجد میں نماز پڑھی۔ اب کیا دیکھتا ہوں کہ لوہے کی ایک کرسی مسجد میں رکھی ہے۔ کرسی پر بیش بہا قباطی مصر کا تکیہ جما ہوا ہے اور تکیے پر لکھا ہے: " لا إله إلا الله محمد رسو ل الله"!

میں ابھی یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ مالکؒ بن انس باب النبی ﷺ سے آتے دکھائی دیئے۔ پوری مسجد عطر سے مہک اُٹھی۔ امام مالکؒ کے ساتھ چار سو یا اس سے بھی زیادہ کا مجمع تھا۔ چار آدمی ان کے جبے کے دامن اُٹھائے چل رہے تھے۔ امام مالکؒ اپنی مجلس پر پہنچے تو بیٹھے ہوئے سب آدمی کھڑے ہوگئے۔

امام مالک کرسی پر بیٹھ گئے اور جراحِ عمد کا ایک مسئلہ پیش کیا۔ مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے قریب کے آدمی کے کان میں کہا: اس مسئلے کا یہ جواب ہے۔ اس شخص نے میرا بتایا ہوا جواب اونچی آواز سے سنا دیا، مگر امام مالکؒ نے اس کی طرف مطلق توجہ نہ کی اور شاگردوں سے جواب کے طالب ہوئے۔ شاگردوں کے سب جواب غلط تھے۔ امام مالک نے کہا: تم غلطی پر ہو۔ پہلے ہی آدمی کا جواب صحیح ہے! یہ سن کر وہ جاہل بہت خوش ہوا کہ امام مالک نے دوسرا مسئلہ پیش کیا۔ جاہل میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے پھر جواب بتا دیا۔ اس دفعہ بھی امام مالک کے شاگرد صحیح جواب نہ دے سکے اور اس جاہل کی زبانی میرا ہی جواب ٹھیک نکلا!

تب تیسرے مسئلے پر بھی یہی صورت پیش آئی تو امام مالکؒ اس جاہل کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہاں آؤ وہ جگہ تمہاری نہیں ہے!'' آدمی، امام مالکؒ کے پاس پہنچا، تو اُنہوں نے سوال کیا: '' تم نے موطأ پڑھی ہے؟'' جاہل نے جواب دیا: نہیں۔ امام مالک نے پوچھا: '' ابن جریج کے علم پر تمہاری نظر ہے؟'' اس نے پھر کہا: نہیں۔ امام مالک نے پوچھا: جعفر بن محمد صادق سے ملے ہو۔ کہنے لگا: نہیں اب تو امام مالکؒ کو تعجب ہوا۔ کہنے لگے: '' پھر یہ علم تمہیں

www.KitaboSunnat.com

کہاں سے ملا۔'' جاہل نے جواب دیا:'' میری بغل میں ایک نوجوان بیٹھا تھا اور وہی مجھے ہر مسئلے کا جواب بتا رہا تھا!''

اب تو امام مالک نے میری طرف گردن پھیری دوسروں کی گردنیں بھی اُٹھ گئیں اور امام مالک نے اس جاہل سے کہا: جاؤ اور نوجوان کو میرے پاس بھیج دو۔'' میں امام مالک کے پاس پہنچا اور اسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے جاہل اٹھا تھا۔ وہ بڑے غور سے مجھے دیکھتے رہے۔ پھر فرمایا ''شافعی ہو؟'' میں نے عرض کیا، جی ہاں شافعی ہوں! امام مالک نے مجھے گھسیٹ کر سینے سے لگایا۔ پھر کرسی سے اُتر پڑے اور کہا:'' علم کا جو باب ہم شروع کر چکے ہیں، تم اسے پورا کرو۔'' میں نے حکم کی تعمیل کی اور جراحِ عمد کے چار سو مسئلے پیش کئے، مگر کوئی بھی جواب نہ دے سکا!

امام مالک کی سیر چشمی

اب سورج ڈوب ہو چکا تھا، ہم نے مغرب کی نماز پڑھی اور امام مالک نے میری طرف پیٹھ ٹھونکی۔ پھر اپنے گھر لے گئے، پرانے کھنڈر کی جگہ اب نئی عمارت کھڑی تھی۔ میں بے اختیار رونے لگا۔ یہ دیکھ کر امام مالک نے کہا:'' ابوعبداللہ! تم روتے کیوں ہو؟ شاید سمجھ رہے ہو کہ میں نے دنیا کے چلتے آخرت تج دی ہے!'' میں نے جواب دیا:'' جی ہاں یہی اندیشہ دل میں پیدا ہوا تھا۔'' کہنے لگے:'' تمہارا دل مطمئن رہے! تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں! یہ کچھ جو دیکھ رہے ہو ہدیہ ہے خراسان سے، مصر سے، دنیا کے دور دور گوشوں سے ہدیوں پر ہدیے چلے آرہے ہیں۔ نبی ﷺ ہدیہ قبول فرما لیتے تھے اور صدقہ ردّ کر دیتے تھے۔ میرے پاس اس وقت خراسان اور مصر کے اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑوں کے تین سو خلعت موجود ہیں۔ غلام بھی اتنے ہی ہیں اور معاملہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ اب یہ سب میری طرف سے تمہارے لئے ہدیہ ہے! صندوقوں میں پانچ ہزار دینار رکھے ہیں، اس کی سالانہ زکوٰۃ نکالتا ہوں۔ اس میں سے بھی آدھی رقم تمہاری ہے!''

میں نے کہا:'' دیکھئے، آپ کے بھی وارث موجود ہیں اور میرے بھی وارث زندہ ہیں۔ آپ نے جو کچھ دینے کا وعدہ کیا ہے، اس کی تحریر ہو جانا چاہئے۔ تحریر سے میری ملکیت مسلم

www.KitaboSunnat.com

ہوجائے گی۔ اگر میں مرگیا تو اس سب کو آپ کے وارث نہ لے سکیں گے بلکہ میرے وارثوں کو مل جائے گا۔ اسی طرح خدانخواستہ آپ کی وفات ہوگئی، تو بھی یہ آپ کی وارثوں کا نہیں، میرا ہوجائے گا!''

یہ سن کر امام مالک مسکرائے اور فرمایا: یہاں بھی علم ہی سے کام لیتے ہو؟ میں نے جواب دیا: علم کے استعمال کا اس سے بہتر موقعہ اور کیا ہوسکتا ہے! امام مالک نے رات ہی میں تحریر مکمل کردی۔

امام مالکؒ کا تقویٰ

صبح میں نے نماز جماعت سے پڑھی اور مسجد سے ہم اس حال سے گھر لوٹے کہ میرا ہاتھ امام مالکؒ کے ہاتھ میں تھا اور امام مالکؒ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں۔ دروازے پر کیا دیکھتا ہوں کہ خراسانی گھوڑے اور مصری خچر کھڑے ہیں، گھوڑوں کی کونچیں، کیا بتاؤں کیسی حسین تھیں کہ میرے منہ سے نکل گیا: ''ایسے خوبصورت پاؤں تو میں نے کبھی دیکھے نہیں!'' امام مالکؒ نے فوراً جواب دیا: ''یہ سب سواریاں بھی تمہارے لئے ہدیہ ہیں!'' میں نے عرض کیا: ''کم سے کم ایک جانور تو اپنے لئے رہنے دیجئے۔ اس پر امام مالکؒ نے جواب دیا'' مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس زمین کو میری سواری اپنی ٹاپوں سے روندے جس کے نیچے نبی ﷺ آرام فرما رہے ہیں!'' یہ سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ دولت کی اس بہتات میں بھی امام مالک کا تقویٰ بدستور باقی ہے!

وطن کو واپسی

تین دن امام مالکؒ کے گھر قیام رہا۔ پھر میں مکہ کو روانہ ہوگیا، مگر اس حال سے کہ خدا کی بخشی ہوئی خیر وبرکت اور مال ومتاع سے بوجھ آگے آگے جارہے تھے۔ میں نے ایک آدمی پہلے سے مکے بھیج دیا تھا کہ واپسی کی خبر پہنچا دے۔ اسی لئے جب حدودِ حرم پر پہنچا تو بوڑھی والدہ کچھ عورتوں کے ساتھ دکھائی دیں۔ والدہ نے مجھے گلے لگایا۔ پھر ایک اور بڑھیا نے یہی کہا۔ میں اس بی بی سے مانوس تھا اور اسے خالہ کہا کرتا تھا۔ بڑھیا نے مجھے چمٹاتے ہوئے یہ

www.KitaboSunnat.com

شعر پڑھا:

ما أملك اجتاحت المنايا　　　　كـل فـؤاد عليـك أمّ

''موت تیری ماں کو بہا نہیں لے گئی۔ مامتا میں ہر دل تیرے لئے ماں ہی ہے''

یہ پہلا بول تھا جو مکے کی سرزمین پر میرے کانوں نے سنا۔ پھر میں نے آگے بڑھنا چاہا مگر والدہ کہنے لگیں: ''کہاں؟'' میں نے کہا: گھر چلیں۔ والدہ نے جواب دیا: ''ہیہات! کل تو مکے سے فقیر کی صورت گیا تھا اور آج امیر بن کے لوٹا ہے۔ تاکہ اپنے چچیرے بھائیوں پر گھمنڈ کرے!'' میں نے کہا: پھر آپ ہی بتائیں کیا کروں؟ کہنے لگیں: ''منادی کر دے کہ بھوکے آئیں اور کھائیں، پیدل آئیں اور سواری لے جائیں! ننگے آئیں اور کپڑا پہن جائیں! اس طرح دنیا میں بھی تیری آبرو بڑھے گی اور آخرت کا ثواب اپنی جگہ رہے گا!''

میں نے اماں کے حکم پر عمل کیا، اس واقعہ کی شہرت دور دور پھیلی۔ امام مالک نے بھی سنا اور میری ہمت افزائی کی، کہلا بھیجا ''جتنا دے چکا ہوں، اتنا ہی ہر سال تمہیں بھیجتا رہوں گا!''

مکے میں میرا داخلہ اس حال میں ہوا کہ ایک خچر اور پچاس دینار کے سوا اس دولت میں سے میرے پاس کچھ باقی نہ تھا جو ساتھ آئی تھی۔ راہ میں اتفاق سے کوڑا میرے ہاتھ سے گر پڑا۔ ایک کنیز نے جس کی پیٹھ پر مشک تھی، لپک کے اُٹھا لیا اور میری طرف بڑھایا۔ میں نے اس کے لئے پانچ دینار نکالے۔ یہ دیکھ کر والدہ نے کہا ''یہ تو کیا کر رہا ہے؟'' میں نے کہا: ''عورت کو انعام دینا چاہتا ہوں۔ ماں نے کہا: ''جو کچھ تیرے پاس ہے، سب دے دے!''

میں نے یہی کیا اور مکے میں پہلی رات بسر کرنے سے پہلے ہی میں مقروض ہو گیا۔ ''لیکن امام مالکؒ میرے پاس وہ سب بھیجتے رہے جو مدینے میں اُنہوں نے مجھے دیا تھا۔ گیارہ برس یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر جب امام مالک کا انتقال ہو گیا تو حجاز کی سرزمین مجھ پر تنگ ہوگئی اور میں مصر چلا آیا۔ یہاں خدا نے عبد اللہ بن حکم کو میرے لئے کھڑا کر دیا اور وہ میری تمام ضرورتوں کے کفیل ہو گئے۔

یہ ہے سب میرے سفر کی روداد، اے ربیع تو اسے اچھی طرح سمجھ......!

('جامع بیان العلم وفضلہ' مترجم: مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی: صفحہ ۲۶۴ تا ۲۷۹ طبع ادارۂ اسلامیات، لاہور)

www.KitaboSunnat.com